حدیث وسنت

ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی

سلام ومصافحہ☆ کے اَحکام ومسائل

قرآن مجید اور اَحادیث صحیحہ کی روشنی میں

سلام کے فضائل

① عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «لاتدخلون الجنة حتى تؤمنوا، ولا تؤمنوا حتى تحابوا، أو لا أدلُّكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم»①

''سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور تم ایمان نہیں لاسکتے جب تک کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو اور کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جسے اپنا کر تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔'' یعنی ایک دوسرے کو خوب سلام کیا کرو۔

② عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «للمؤمن على المؤمن ست خصال: يعوده إذا مرض ويشهده إذا مات ويُجيبه إذا دعاه ويُسلِّم عليه إذا لقِيَه ويشمته إذا عطس وينصح له إذا غاب أو شهد» ②

''سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مؤمن کے دوسرے مؤمن پر چھ حقوق ہیں: ① جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمارپُرسی کرے، ② جب وہ فوت ہوجائے تو اس

☆ اس سلسلے میں 'محدث' میں شائع شدہ یہ مضمون بھی قابل ذکر واستفادہ ہے:
مصافحہ کا مسنون طریقہ از محمد اختر صدیق ...... شائع شدہ 'محدث': جلد ۳۶/عدد ۱، صفحہ ۱۵ تا ۲۷

① صحیح مسلم: ۵۴

② سنن نسائی: ۱۹۴۰، سنن ترمذی: ۲۷۳۷، وقال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی: اسنادہ حسن، أضواء المصابيح في تحقيق وتخريج مشكوٰة المصابيح: ۴۲۳۰

کے جنازہ میں حاضر ہو، ③ جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے، ④ جب اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرے، ⑤ جب اسے چھینک آئے (اور وہ الحمدللہ کہے) تو اسے یرحمك الله (اللہ آپ پر رحم فرمائے) کہہ کر رحمت کی دعا دے اور ⑥ اس کی غیر حاضری یا موجودگی میں اس کی خیر خواہی کرے۔

③ عن عبدالله بن عمرو أن رجلا سأل رسول الله ﷺ أي الاسلام خير؟ قال: «تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفتَ ومن لم تَعرف» ③

''سیدنا عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے (یعنی اسلام میں خیروخوبی کی بات کون سی ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہے وہ واقف ہو یا ناواقف''

④ عن أبي أمامة قال قال رسول الله ﷺ: «إن أولىٰ الناس بالله تعالىٰ مَن بَدَأهم بالسلام» ④

''لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو اُنہیں سلام کہنے میں ابتدا کرے۔''

⑤ عن عبد الله يعني ابن مسعود عن النبي ﷺ قال: «السلام اسم من أسمآء الله تعالىٰ وضعه في الارض فأفشوه بينكم فإن الرجل المسلم إذا مرَّ بقوم فسلَّم عليهم فردوه عليه كان له عليهم فضل درجة بتذكيره إياهم السلام فإن لم يردوا ردّ عليه من هو خير منهم»⑤

''سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اس نے زمین پر رکھ دیا ہے۔ پس تم سلام کو آپس میں (خوب) پھیلاؤ کیونکہ مسلمان شخص جب کسی قوم پر گزرتا ہے اور انہیں سلام کرتا ہے اور وہ

③ صحیح بخاری:۶۲۳۶، صحیح مسلم:۳۹

④ سنن ابوداؤد:۵۱۹۷ وقال الاستاذ حافظ زبیر علی زئی: اسنادہ صحیح، سنن ترمذی:۲۶۹۴

⑤ الترغيب والترهيب:۴۲۷/۳ قال المنذري: رواه البزار والطبراني، وأحد إسنادي البزار جيد قوي، فالحديث صحيح لا شك فيه (الصحيحة: ۳۰۸/۱، ۳۰۹، ج۱۸۴)

اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں تو اس کے لیے ان پر ایک درجہ فضیلت ہے کیونکہ اس نے ان کو سلام یاد کرایا ہے اور اگر وہ لوگ اس کے سلام کا جواب نہ دیں تو اسے وہ جواب دے گا جو ان سے بہتر ہے۔''

سیدنا انسؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھ دیا ہے۔ پس تم سلام کو آپس میں (خوب) پھیلاؤ۔'' (الادب المفرد: ص ۲۵۷)

سیدنا انسؓ کی یہ حدیث مختصر ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث بھی شواہد کی وجہ سے 'حسن' ہے۔

⑥ عن البراء بن عازب، قال قال رسول الله ﷺ «أفشوا السلام تسلموا والأشرة شر» ⑥

''سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سلام کو پھیلاتے رہو تو تم سلامتی میں رہو گے اور تکبر اور حق کا انکار شر کا باعث ہے۔'' یعنی تکبر و بطر کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دینا شر کا سبب ہے۔ بطر کا مطلب 'حق کا انکار کرنا' ہے۔

⑦ عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله ﷺ: «افشوا السلام كي تعلوا» ⑦

سیدنا ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سلام کو پھیلاؤ تاکہ تم سربلند ہو جاؤ۔''

⑧ سیدنا عبداللہ بن سلامؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسولؐ تشریف لے آئے ہیں۔ لوگوں کیساتھ میں بھی آپ کی زیارت کے لیے گیا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو توجہ سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں۔ نبی ﷺ نے سب سے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا:

⑥ مسند احمد: ۲۸۶/۴ واسنادہ حسن (الموسوعة الحديثية: ۴۹۵/۳۰) ورجالہ ثقات: ۲۹/۸

⑦ الترغيب والترهيب: ۴۲۶/۳) وقال المنذري: رواه الطبراني بإسناد حسن وقال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده جيد (مجمع الزوائد: ۳۰/۸) إرواء الغليل: ۲۴۱/۳

«يأيها الناس أفشوا السلام، وأطعموا الطعام وصلُّوا بالليل والناس نيام، تدخلوا الجنة بسلام»⑧

''لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔''

⑨ عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :«أعجز الناس من عجز في الدعاء وأبخل الناس من بخل بالسلام»⑨

''سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں میں عاجز ترین شخص وہ ہے کہ جو دعاء سے عاجز آ گیا ہو اور لوگوں میں بخیل و کنجوس ترین شخص وہ ہے کہ جو سلام میں بخل کرے۔''

فوائد

ان اَحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس اُمت کو اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیات عطا فرما رکھی ہیں ان میں سے ایک اہم خصوصیت سلام کی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کو یہ عظیم تحفہ عنایت کیا گیا ہے۔ سلام کے مندرجہ ذیل فوائد ان احادیث میں بیان کئے گئے ہیں:

① مسلمانوں کا آپس میں پیار ومحبت کا رشتہ سلام کی وجہ سے قائم ہوگا۔

② ایک مسلمان کا دوسرے کو سلام کرنا مسلمانوں کے حقوق میں شامل ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو سلام کرے اور اسی طرح وہ اپنے مسلمان بھائی کے سلام کا جواب دے۔

③ سلام ہر مسلمان کو کرنا ہے، چاہے وہ واقف ہو یا ناواقف

④ اسلام کی خوبی میں یہ بات شامل ہے کہ سلام کو رواج دیا جائے۔

---

⑧ سنن ابن ماجہ :۱۳۳۴، سنن ترمذی:۲۴۸۵، وقال:صحيح، وقال الاستاذ زبير علي زئي: إسناده صحيح

⑨ الترغيب والترهيب:ج۳رص۴۳۰، وقال المنذري رواه الطبراني في الأوسط وقال لايروى عن النبي ﷺ إلا بهذا الاسناد (قال الحافظ) وهو إسناد جيد قوي

⑤ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہے کہ جو سلام کرنے میں پہل کرے۔
⑥ سلام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھ دیا ہے لہٰذا سلام کو آپس میں خوب عام کرنا چاہئے۔
⑦ سلام کرنے والا سلامتی میں رہے گا کیونکہ جب وہ دوسروں کی سلامتی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی سلامتی میں رکھے گا نیز سلام کرنے والا تکبر سے بھی محفوظ رہے گا۔
⑧ سلام کو عام کرنا مسلمانوں کی سربلندی کا زینہ ہے۔
⑨ سلام ایک ایسا عمل ہے جو جنت میں داخلہ کا ذریعہ بھی ہے۔
⑩ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے۔

سلام کے احکام ومسائل

احادیث میں سلام کے متعلق متعدد احکامات ثابت ہیں جن کا مختصراً یہاں ذکر کیا جاتا ہے:
① اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو اُنہیں حکم دیا کہ وہ فرشتوں کی جماعت کو سلام کہیں اور فرمایا کہ یہی آپ کا اور آپ کی اولاد کا سلام ہوگا۔[10]
② ایک حدیث میں ہے کہ سوار پیادہ کو، پیادہ بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ لوگوں کو سلام کیا کریں۔[11]
③ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل کثیر کو سلام کیا کریں۔[12]
④ یہودی، نبی کریم ﷺ کی مجلس میں آکر "السّام علیکم" (یعنی تمہیں موت آئے) کہا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اس طرزِ عمل پر اُنہیں یہ جواب دیا گیا کہ جب اہل کتاب سلام کریں تو جواب میں اُنہیں وعلیکم کہا جائے۔[13]
⑤ کسی مجلس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست اور یہودی مشترک ہوں تو اُنہیں سلام کہا

---

⑩ صحیح بخاری: ۳۳۲۶، صحیح مسلم: ۲۸۴۱
⑪ صحیح بخاری: ۶۲۳۳، صحیح مسلم: ۲۱۶۰
⑫ صحیح بخاری: ۶۲۳۴
⑬ صحیح مسلم: ۲۱۶۴

جائے۔[14]

(۶) السلام علیکم کہنے والے کو دس نیکیاں اور السلام علیکم ورحمة الله کہنے والے کو بیس نیکیاں اور السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کہنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔[15] اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته ومغفرته کے الفاظ کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چالیس نیکیاں ملی ہیں۔[16]

(۷) ایک جماعت اگر کسی شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص کا سلام کہنا سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص جواب دے تو وہ جوابِ سلام سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔[17]

البتہ بہت سے افراد بیک وقت بھی ایک آدمی کو سلام کرسکتے ہیں۔[18]

(۸) اُنگلیوں کے ساتھ اشارہ کرکے سلام کہنا عیسائیوں کا سلام ہے اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا یہودیوں کا سلام ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ مشابہت کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[19] البتہ ضرورت کے تحت ہاتھ سے اشارہ کیا جاسکتا ہے۔[20]

نوٹ: آج کل اکثر مسلمان سلام کے وقت 'السلام علیکم' کہنے کے بجائے ہاتھ اُٹھا کر سلام کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ یہ یہود ونصاریٰ کی سنت ہے اور یہود و نصاریٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہماری فوج میں بھی سیلوٹ کا طریقہ رائج ہے لہٰذا اس طریقے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ضروری ہے کہ ان غیر اسلامی چیزوں کو فوج سے بھی ختم کیا

---

(۱۴) صحیح بخاری:۶۲۵۴، صحیح مسلم:۱۷۹۸

(۱۵) سنن ترمذی:۲۶۸۹، سنن ابوداؤد:۵۱۹۵

(۱۶) سنن ابوداؤد:۵۱۹۶، واسنادہ حسن، وقال الشیخ الالبانی: ضعیف الاسناد

(۱۷) سنن ابوداؤد:۵۲۱۰

(۱۸) مسند احمد، بلوغ الامانی ۱۹/۳۰۰، موطا امام مالک جامع السلام

(۱۹) سنن ترمذی:۲۶۹۵

(۲۰) سنن ترمذی:۲۶۹۷ وقال حدیث حسن

جائے تاکہ ہماری فوج کامیاب وکامران ہو۔

⑨ اگر کسی مسلمان سے ملاقات ہوتو پھر اسے سلام کہے اور چلتے وقت درمیان میں کوئی درخت، دیوار یا چٹان حائل ہوجائے اور دوبارہ ملاقات ہوتو پھر اسے سلام کرے۔ [۲۱]

⑩ کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کہے اور جب وہاں سے رخصت ہوتو سلام کہے۔ [۲۲]

⑪ عورتوں کو بھی سلام کرے۔ [۲۳]

⑫ نبی کریم ﷺ چند لڑکوں کے پاس سے گزرے تو اُنھیں سلام کیا۔ [۲۴]

⑬ بول و براز کے وقت نہ سلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے۔ [۲۵]

⑭ نمازی ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے۔ [۲۶]

⑮ جب کوئی شخص کسی کا سلام پہنچائے تو اس طرح جواب دے: عليك وعليه السلام ورحمة الله و بركاته [۲۷]

⑯ رات کے وقت اتنی آواز سے سلام کرے کہ جاگنے والا سن لے اور سونے والا بیدار نہ ہو۔ [۲۸]

مصافحہ

دائیں ہاتھ کی ہتھیلی (جسے صفحہ کہتے ہیں) کو دوسرے مسلمان کی ہتھیلی (صفحہ) کے ساتھ ملانے کو مصافحہ کہتے ہیں اور جب کسی مسلمان سے ملاقات ہوتو اسے سلام کرنے کے بعد اس سے مصافحہ بھی کرنا چاہئے اور مصافحہ کرنے کی حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے:

---

[۲۱] سنن ابوداود: ۵۲۰۰، قال الشیخ الالبانی: صحیح موقوفاً ومرفوعاً

[۲۲] سنن ترمذی: ۲۷۰۶، قال الالبانی: حسن صحیح

[۲۳] سنن ابوداود: ۵۲۰۴، قال الالبانی: صحیح

[۲۴] صحیح مسلم: ۲۱۶۸

[۲۵] سنن ترمذی: ۲۷۲۰، سنن ابن ماجہ: ۳۵۰، الصحیحۃ: ۱۹۷

[۲۶] سنن نسائی: ۱۱۸۶، قال الشیخ الالبانی: صحیح

[۲۷] مسند احمد، بلوغ الامانی ۲۲/۱۲۵ وسندہ صحیح

[۲۸] صحیح مسلم

① حدثنا محمد بن بكر حدثنا ميمون المرئي حدثنا ميمون ابن سياه عن أنس بن مالك عن النبي الله ﷺ قال: «ما من مسلمين التقيا فأخذ أحدهما بيد صاحبه إلا كان حقًّا على الله أن يحضر دعآء هما ولا يفرق بين أيديهما حتى يغفرلهما»[29]

''سیدنا انس بن مالکؓ نبیﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب دو مسلم آپس میں ملاقات کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی کا ہاتھ پکڑتا ہے (اور اس سے مصافحہ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ ان کی دعا کو قبول فرمائے اور ان دونوں کے ہاتھوں میں جدائی نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ ان کی بخشش فرما دیتا ہے''۔

② حدثنا الحسين بن إسحاق التستري ثنا عبيد الله بن القواريري ثنا سالم بن غيلان قال سمعت جعدًا أبا عثمان يقول حدثني أبوعثمان النهدي عن سلمان الفارسي أن النبي ﷺ قال: «إن المسلم إذا لقي أخاه المسلم فأخذ بيده تحاتت عنهما ذنوبهما كما تتحات الورق مِنَ الشجرة اليابسة في يوم ريح عاصف وإلا غفرلهما ولو كانت ذنوبهما مثل زبد البحر»[30]

''سیدنا سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی مسلم اپنے مسلم بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں کہ جیسے پتے خشک درخت سے تیز ہوا والے دن جھڑ جاتے ہیں اور ان کی بخشش کردی جاتی ہے۔ اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

[29] مسند احمد: ۱۴۲/۳، مسند ابویعلی موصلی: ۱۶۰/۴، ح ۴۱۲۵، طبع مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، مسند البزار: ۲۰۰۴، الکامل ابن عدی: ۲۴۰۹/۶، وقال شعیب الارناووط وزبیر علی زئی: واسنادہ حسن (۴۳۶/۱۹) وقال الالبانی، فإن الطريق إلى ميمون المرئي صحيح (الصحيحة: ۴۷/۲)

[30] المعجم الكبير: ۲۵۶/۶، ح: ۶۱۵۰۔ وقال الهيثمي: ورجاله رجال الصحيح غیر سالم بن غیلان وھو ثقہ (المجمع: ۳۸/۸) وقال المنذري. رواه الطبرانی باسناد حسن (الترغیب: ۴۰۲/۳) (اس روایت کی سند حسن ہے)۔ ان مضامین کی روایات اگرچہ ابوداؤد: ۵۲۱۱، ۵۲۱۲، ترمذی: ۲۷۲۷، ابن ماجہ: ۳۷۰۳) وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن یہ روایات ضعیف ہیں۔

ان دونوں احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے مسنون ہے اور دونوں کے ساتھ مصافحہ کا ذکر کسی صحیح حدیث میں ہی نہیں بلکہ کسی ضعیف روایت میں بھی موجود نہیں ہے۔

③ عن عبد الله بن هشام قال كُنَّا مع النبي ﷺ وهو آخذ بيد عمر ابن الخطاب...... [۳۱]

''سیدنا عبداللہ بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں کہ'' ہم لوگ نبی ﷺ کی مجلس میں موجود تھے اور نبی ﷺ عمر بن خطابؓ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے'' ......

④ عن أبي هريرة قال لقيني رسول الله ﷺ وأنا جنب فأخذ بيدي...... [۳۲]

''سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ''میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی اور میں جنبی تھا، پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا......''

⑤ عن أنس قال: ما مسِسْتُ حريرًا ولا ديباجًا ألين من كف النبي ولا شممت ريحا قط ـ أو عرفا قط ـ أطيب من ريح ـ أوعرف ـ النبي ﷺ [۳۳]

''سیدنا انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی موٹا ریشم اور باریک ریشم نہیں چھوا جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و ملائم ہو اور نہ کوئی بُو یا خوشبو نبی ﷺ کی بُو یا خوشبو سے میں نے بہتر اور عمدہ سونگھی ہو۔ نبی ﷺ کی ہتھیلی کا نرم و ملائم معلوم ہونا مصافحہ ہی کے ذریعے معلوم ہوسکتا تھا۔''

⑥ وقال كعب بن مالك: دخلت المسجد فإذا برسول الله ﷺ فقام إليَّ طلحة بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهنأني [۳۴]

''سیدنا کعب بن مالکؓ (غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے اور اپنی توبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس طویل حدیث میں) فرماتے ہیں کہ میں (توبہ قبول کئے جانے کی خوشخبری سن کر مسجد کی طرف آیا اور) مسجد میں داخل ہوا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ پس طلحہ بن

---

[۳۱] صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، باب المصافحہ، ح ۶۲۶۴

[۳۲] صحیح بخاری: ۲۸۵ [۳۳] صحیح بخاری: ۳۵۶۱، صحیح مسلم ۲۳۳۰

[۳۴] صحیح بخاری، کتاب الاستیذان باب المصافحہ قبل: ۶۲۶۳ تعلیقا

عبیداللہؓ تیزی سے میری طرف کھڑے ہوئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے (توبہ قبول ہونے کی) مبارک باد دی۔

⑦ حدثنا حسان بن نوح حمصيٌّ قال سمعت عبدالله بن بُسر يقول: ترون كفي هذه فأشهد أني وضعتُها على كف محمد ﷺ[36]

''سیدنا حسان بن نوح حمصیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن بُسرؓ کو سنا وہ فرمارہے تھے: تم لوگ میری اس ہتھیلی کو دیکھتے ہو میں نے اسی ایک ہتھیلی کو محمد ﷺ کی ہتھیلی پر رکھا ہے۔''

یہ حدیث صراحت کے ساتھ ثابت کررہی ہے کہ مصافحہ دائیں ہتھیلی (صفحہ) کو دائیں ہتھیلی (صفحہ) پر رکھنے کا ہی نام ہے۔ فافهم

⑧ أخبرنا الحسين بن حريث أنا عيسىٰ عن عبد العزيز بن عمر بن عبدالعزيز حدثني إسماعيل بن محمد بن سعد عن قزعة قال أتيت ابن عمر أودعه فقال أودعك كما ودعني رسول الله ﷺ فأخذ بيدي فحركها وقال: «أستودع الله دينك وأمانتك وخواتم عملك»[37]

شیخ البانیؒ نے مسافر کو رخصت کرتے وقت اس کے ساتھ مصافحہ کرنے کی حدیث کو ابن عساکر سے صحیح سند سے نقل کیا ہے:

كما ودعني رسول الله ﷺ فأخذ بيدي يصافحني[38]

''سیدنا قزعہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمیرؓ کے پاس ان سے رخصت ہونے کے لیے آیا، پس اُنہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں اسی طرح رخصت کرتا ہوں جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے رخصت فرمایا تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ہلایا اور فرمایا: ''میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرے کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

⑨ عن عبد الله بن عمر قال وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان إلى مكة فقال رسول الله ﷺ بيده اليمنىٰ «هٰذه يد عثمان» فضرب بها

---

[35] مسند احمد: ۱۸۹/۴ و اسنادہ صحیح، التمہید لابن عبدالبر و اسنادہ صحیح (عون المعبود: ۵۲۱/۴) طبع بیروت

[36] السنن الکبریٰ النسائی: ۱۳۲/۶، ح: ۱۰۳۴۸، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ح ۵۱۴، وسندہ صحیح

[37] السلسلة الصحيحة: ۲۰/۱

علی یدہ فقال «هٰذا لعثمان» [۳۸]

''سیدنا عبداللہ بن عمرؓ (ایک طویل حدیث میں) بیان فرماتے ہیں: سیدنا عثمانؓ (کو نبی ﷺ نے اپنا سفیر بنا کر مکہ روانہ فرمایا چنانچہ ان کے) مکہ چلے جانے کے بعد (اور ان کی شہادت کی افواہ کے بعد) بیعت رضوان ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔''

نبی ﷺ جب کسی سے بیعت لیا کرتے تھے تو اپنے دائیں ہاتھ کو پھیلا دیتے اور بیعت کرنے والا بھی اپنا دایاں ہاتھ نبی ﷺ کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر مصافحہ کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ سیدنا عمرو بن العاصؓ جب اسلام پر بیعت کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپؐ سے بیعت کرلوں، چنانچہ آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا...... [۳۹]

اَحادیثِ صحیحہ سے یہ بات واضح ہے کہ مصافحہ بیعت ہمیشہ دائیں ہاتھ ہی سے ہوتا تھا، اس طرح عام مصافحہ بھی دائیں ہاتھ ہی سے ثابت ہے۔

دائیں ہاتھ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے، پینے اور پہننے میں استعمال کیا کرتے تھے اور بایاں ہاتھ اس کے علاوہ دوسرے کاموں (مثلاً استنجا وغیرہ میں استعمال کیا کرتے تھے۔[۴۰] ایک حدیث میں ہے: ''بائیں ہاتھ سے کسی سے کوئی چیز نہ لے اور نہ کسی کو بائیں ہاتھ سے کوئی چیز دے۔ [۴۱] اس وضاحت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مصافحہ بھی بائیں ہاتھ سے جائز نہیں بلکہ صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ جائز ہے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑنا ہی جائز نہیں تو ہاتھ کو پکڑنا کیسے جائز ہوگا؟ فافہم

⑩ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: بایعت رسول الله ﷺ بیدي هذه یعني

[۳۸] صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی، ح ۳۶۹۹ و کتاب المغازی باب ۱۹ ح ۴۰۶۶

[۳۹] صحیح مسلم، کتاب الایمان باب ۵۴: کون الإسلام یهدم ماقبله...... ح ۱۲۱

[۴۰] سنن ابوداؤد: ۳۲ [۴۱] صحیح مسلم: ۲۰۲۰

اليمنىٰ على السمع والطاعة فيما استطعت[٣٢]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس ایک ہاتھ یعنی داہنے ہاتھ سے بیعت کی۔ سننے اور اطاعت کرنے پر، جس قدر کہ استطاعت ہوگی۔

⑪ سیدنا یونس بن رزینؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے ساتھی حج کے ارادہ سے نکلے اور الربذہ مقام پر اُترے، اُن سے کہا گیا کہ یہ سلمہ بن الاکوعؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں ہم نے اُنہیں سلام کیا اور ان سے سوال کیا:

فقال بايعت رسول اللهﷺ بيدي هٰذه، وأخرج لنا كفًا كفًا ضخمة قال فقمنا إليه، فقبلنا كفيه جميعًا[٣٣]

''پس آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اس ہاتھ سے اور اُنہوں نے ہمیں دکھانے کے لیے اپنی کشادہ، موٹی اور پرگوشت ہتھیلی نکالی پس ہم سب اس ہتھیلی کے لیے کھڑے ہوئے پھر ہم سب نے ان کی ہتھیلی کو چوما۔''

سیدنا سلمہ بن الاکوعؓ کا حدیبیہ کے موقع پر بیعت کا واقعہ مسند احمد میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔[٣٤]

⑫ حدثني أبو راشد الحبراني قال أخذ بيدي أبو أمامة الباهلي قال أخذ بيدي رسول الله ﷺ فقال لي: «يا أبا أمامة! إن من المؤمنين من يلين لي قلبه»[٣٥]

''سیدنا ابوراشد حبرانیؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ الباہلیؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی میرا ہاتھ تھاما تھا اور فرمایا: اے ابوامامہ! ایمان والوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کا دل میرے لیے نرم ہے۔'' (یعنی آپ سے وہ محبت کرتے ہیں)

---

[٣٢] مسند احمد:١٧٢/٣ وأخرجه أيضا في المختاره:٢٣١٦ وإسناده حسن (الموسوعة الحديثية:١٦٦/٢٠)

[٣٣] مسند احمد:٥٤/٤، ٥٥ واسناده محتمل للتحسين :٨٣/٢٧

[٣٤] دیکھئے مسند احمد:٤٧/٤، ٤٨، ٤٩

[٣٥] مسند احمد:٢٦٧/٥ قلت: إسناده حسن وفي سنده بقية من الوليد وهو صدوق كثير التدليس من الضعفاء وقد صرح سماع عن محمد بن زياد فحديثه حسن

⑬ حدثنا يحيىٰ بن إسحاق، قال حدثنا يحيىٰ بن أيوب عن حميد قالَ سمعت أنس بن مالك يقول: قال رسول الله ﷺ: «يقدم عليكم غدًا أقوام هم أرق قلوبًا للاسلام منكم» قال: فقدم الأشعريون فيهم أبو موسى اِلأشعري فلما دنوا من المدينة جعلوا يرتجزون يقولون: غدًا نلقى إلاحبة ...... محمداً وحزبه فلما أن قدموا تصافحوا، فكانوا هم أوّل من أحدث المصافحة[۳۹]

''سیدنا انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاتمہارے پاس کل ایک ایسی قوم آرہی ہے کہ جن کے دل تم میں سے بہت زیادہ اسلام کی طرف مائل ہیں۔سیدنا انس فرماتے ہیں کہ پس اشعری لوگ آئے جن میں ابوموسیٰ الاشعری بھی شامل تھے، پس جب وہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے آئے۔''

کل ہم اپنے محبوب لوگوں سے ملاقات کریں گے
محمد (ﷺ) اور ان کی جماعت سے

پس جب وہ لوگ آئے تو انہوں نے (نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے) مصافحے کئے اور یہ سب سے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصافحہ کاطریقہ رائج کیا (اور نبی ﷺ کی تصدیق کی وجہ سے یہ سنت قرار پایا)۔

⑭ عن عطاء الخراساني أن رسول الله ﷺ: قال تصافحوا يذهب الغل وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء......[۴۰]

''سیدنا عطاء خراسانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: تم مصافحہ کیا کرو، یہ بغض، کینہ کو دور کرتا ہے اور آپس میں تحائف دیا کرو، اس سے محبت اُجاگر ہوگی اور دشمنی ختم ہوجائے گی۔''

---

[۳۹] مسنداحمد:۱۵۵/۳، المختارة للضياء المقدسي (۱۹۴۵)، صحیح ابن حبان (۷۱۹۳) واسنادہ حسن (الموسوعة الحديثية:۴۰/۲۰)

[۴۰] رواه مرسلاً۔ وقال الاستاذ حافظ زبیرعلی زئی: اسنادہ حسن، رواہ مالک:۹۰۸/۲، ح:۱۷۵۰، وسنده ضعيف وله شاهد في جامع عبد الله بن وهب ص۳۸، ح۲۴۶۔ مشکوٰۃ:۴۶۹۳

⑮ عن قتادة قال قلت لأنس أكانت المصافحة في أصحاب رسول الله ﷺ قال: نعم[48]

''سیدنا قتادہؒ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ مصافحہ کیا کرتے تھے، انہوں نے فرمایا: جی ہاں!''

⑯ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوجاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے، ان کا بوسہ لیتے اور اُنہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپؐ کے لیے کھڑی ہوجاتیں اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتیں، آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[49]

⑰ عن أنس كان أصحاب النبي ﷺ إذا تلاقوا تصافحوا وإذا قدموا من سفر تعانقوا (رواه الطبراني في الأوسط و رجاله رجال الصحيح)[50]

''سیدنا انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور جب وہ سفر سے آتے تو باہم معانقہ کرتے۔''

⑱ سیدنا حنظلہ اسیدیؓ کو اپنے اوپر نفاق کا خدشہ ہوگیا اور وہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے خدشہ کا اظہار فرمایا:

فقال رسول الله ﷺ: «والذي نفسى بيده إن لو تدومون على ما تكونون عندي وفي الذكر لصافحتكم الملئكة على فرشكم وفي طرقكم ولكن يا حنظلة! ساعةً وساعةً، ثلاث مرات»[51]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تمہاری سدا وہی کیفیت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے یا تم ذکر میں رہو تو البتہ تم سے ملائکہ مصافحے کریں تمہارے بستروں پر اور راستوں پر لیکن اے حنظلہ! یہ کیفیت تو کبھی کبھی ہوتی

---

[48] صحیح بخاری: ح ۶۲۶۳، مشکوٰۃ المصابیح: ۴۶۷۷

[49] سنن ابوداؤد: ۵۲۱۷، قال الالبانی 'صحیح'

[50] مجمع الزوائد: ۸/۳۶، الترغیب والترہیب: ۳/۲۷۱، الصحیحۃ: ۲۶۴۷

[51] صحیح مسلم: ۲۷۵۰

ہے۔آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔''

عورتوں کی بیعت اور اس کا طریقہ کار:

❶ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتیں جب ہجرت کرکے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو آپ قرآنِ مجید کی اس آیتِ مبارکہ کے مطابق ان سے اقرار لیتے تھے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ... الاية﴾ (الممتحنۃ:۱۲) سیدہ عائشہؓ نے فرمایا: جس مؤمنہ عورت نے ان چیزوں کا اقرار کرلیا، اس نے آزمائش (میں پورا اُترنے) کا اقرار (اور وعدہ) کرلیا جب عورتیں (ان سے بول کر) ان کا اقرار کرلیتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ اُنہیں فرماتے: ''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔''

والله ما مسّت يد رسول الله ﷺ يد امرأة قط غير أنه بايعهن بالكلام[۶۲]

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی (اجنبی) عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا بلکہ آپؐ زبانی طور پر ان سے بیعت لیتے تھے۔'' اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے صرف وہی عہد لیا جس کا اللہ نے حکم دیا تھا۔(سنن ابن ماجہ میں یہ الفاظ بھی ہیں، آپ کی ہتھیلی کبھی کسی (غیر محرم) عورت کی ہتھیلی سے نہیں چھوئی) رسول اللہ ﷺ جب عورتوں سے عہد لیتے تو اُنہیں زبان سے فرماتے: ''میں نے تم سے بیعت لے لی ہے۔''

❷ سیدہ اُمیمہ بنت رُقیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں چند خواتین کے ساتھ بیعت کرنے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے بیعت کی۔آپ نے ہم (عورتوں) سے کہا: ''جہاں تک تم سے ہوسکے اور جتنی تم طاقت رکھو'' (تو اتنا ہی عمل کرو)۔اُمیمہؓ نے (دل میں) کہا: ''اللہ اور اس کے رسولؐ ہماری جانوں پر ہم سے زیادہ رحیم ہیں۔میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم سے بیعت لیں (یعنی ہم سے مصافحہ فرمائیں) آپؐ نے فرمایا: «إني لا أصافح النسآء» میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔اور میرا ایک سو عورتوں سے زبانی بیعت لینا اسی طرح ہے جیسے ایک عورت سے بیعت لینا۔[۶۳]

---

۶۲ صحیح بخاری: ۵۲۸۸، مسلم: الامارۃ، باب كيفية بيعة النساء، ح:۱۸۶۶، ابن ماجہ: ۲۸۷۵

نسائی کی روایت میں ہے کہ اُمیمہؓ نے سورۃ الممتحنہ کی آیت تلاوت کی اور اس آیت کے مطابق بیعت کی۔اس آیت میں چھ باتوں سے روکا گیا ہے: (۱) شرک (۲) چوری (۳) زنا (۴) قتل اولاد (۵) کسی پر بہتان گھڑنا اور (۶) معروف میں نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے اجتناب۔(الممتحنہ: آیت ۱۲) ان باتوں کے علاوہ آپ عورتوں سے نوحہ نہ کرنے، غم میں گریبان چاک نہ کرنے، سر کے بال نہ نوچنے اور جاہلیت کی طرح بین نہ کرنے پر بھی بیعت لیا کرتے تھے۔[۵۳]

قرآن مجید میں سلام کے اَحکامات

قرآنِ مجید کے مطالعے سے بھی سلام کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

① اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام 'السلام' بھی ہے جس کا مطلب ''امن و سلامتی عطا کرنے والا ہے۔'' (الحشر:۲۳)

نبی مدنی ﷺ کی مشہور دعاؤں میں سے ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں: «اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام»[۵۵]

''اے اللہ! تو ہی سلامتی عطا کرنے والا اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔تو بہت بابرکت ہے،اے صاحبِ جلال واکرام!''

نبی کریم ﷺ اس دعا کو فرض نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔

② اللہ تعالیٰ نے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہنے کا حکم دیا ہے:

﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (النور:۶۱)

''پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں (گھر والوں) کو سلام کہا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لیے کھول کر

---

۵۳ مسند احمد: ۶/۳۵۷، مسند الحمیدی: ۳۴۱، الترمذی: ۱۵۹۷، والنسائی فی المجتبیٰ ۴۱۸۱، وفی الکبریٰ: ۷۸۱۳، ابن ماجہ: ۲۸۷۴ واسنادہ صحیح

۵۴ صحیح بخاری وصحیح مسلم

۵۵ صحیح مسلم: ۵۹۱

بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ سے کام لو۔''

③ کسی کے گھر جائے تو اس سے اجازت لے اور اسے سلام کہے اور بغیر اجازت اس کے گھر میں داخل نہ ہو: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ (النور:٢٧)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہی بات تمہارے لیے سراسر بہتر ہے تاکہ تم سبق حاصل کرلو۔''

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور گھر سے اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ آئے۔ اسی طرح آپ ﷺ پہلے سلام کرتے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے۔ ⑲

④ اللہ تعالیٰ نے سلام کے جواب میں اس سے بہتر کلمات کہنے کا حکم دیا ہے یا پھر کم از کم وہی کلمہ جواب میں پیش کردیا جائے: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ (النساء:٨٦)

''جب کوئی شخص تمہیں سلام کہے تو تم اس سے بہتر اس کے سلام کا جواب دو۔ یا کم از کم وہی کلمہ کہہ دو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب رکھنے والا ہے۔''

⑤ سلام پیش کرنے والے کو بلاوجہ، بغیر تحقیق کے غیر مؤمن خیال نہیں کرنا چاہئے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا...﴾ (النساء:٩٤)

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو (جہاد پر نکلو) تو اگر کوئی شخص تمہیں سلام کہے تو اسے (بلاتحقیق) یہ نہ کہا کرو کہ تم مؤمن نہیں ہو بلکہ اس کی تحقیق کرلیا کرو۔''

⑥ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اہل ایمان کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ...﴾ (الانعام:٥٤) ''اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں

⑲ صحیح بخاری: ٦٢٤٥، مسند احمد: ١٣٨/٣

پر ایمان لاتے ہیں تو آپ انہیں کہیے: سلام علیکم (یعنی تم پر سلامتی ہو) تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔''

⑦ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاے کرام پر سلامتی بھیجتا ہے: ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى...﴾ (النمل:۵۹) ''آپ ان سے کہیے کہ سب طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے اور اس کے بندوں پر سلامتی ہو، جنہیں اس نے برگزیدہ کیا، نیز فرمایا:

﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الصافات:۱۸۱)

''اور سلامتی ہے اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء کرام پر۔''

⑧ اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور ایمان والوں کو حکم فرمایا کہ تم لوگ بھی نبی ﷺ پر درود بھیجتے رہو:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:۵۶) ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود وسلام بھیجا کرو۔''

⑨ کافروں، مشرکوں اور جاہلوں سے سلام کا طریقہ یہ ہے:

❶ ﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ﴾ (القصص:۵۵)

''اور جب (اہل ایمان) مشرکین سے کوئی لغو بات سنتے ہیں تو کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ تم پر سلام! ہم جاہلوں سے تعلق رکھنا نہیں چاہتے۔''

یہ سلام، سلامِ تحیہ نہیں ہے کہ جس میں اہل ایمان کے لیے سلامتی اور رحمت کی دعائیں کی جاتی ہیں بلکہ یہ سلامِ متارکہ ہے اور جاہلوں سے مراد جاہل وبے علم مراد نہیں بلکہ جو شخص جہالت اور کٹ حجتی پر اُتر آئے۔ اہل ایمان کو ایمان اختیار کرنے کی وجہ سے طعنہ دے اور لعنت وملامت کرے اور بدتمیزی پر اُتر آئے۔ ایسے لوگوں سے یہ کہنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ ہم تم جیسے جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے کیونکہ تم حق کو سمجھنے کے روادار ہی نہیں ہو۔

اُردو زبان میں محاورہ ہے کہ جاہلوں کو دور سے سلام۔ ظاہر ہے کہ یہاں سلام سے مراد ترکِ مخاطبت اور ان جاہلوں سے جان چھڑانا مراد ہے۔ ان آیات کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ دشمنانِ حق پر امن وسلامتی کی دعائیں بھیجی جائیں۔ اس آیت کا یہ مطلب اس آیت کے سیاق وسباق اور شانِ نزول کونظر انداز کردینے کی وجہ سے ہے اور صاف واضح ہورہا ہے کہ یہ منکرِ حق قرآنِ مجید میں تحریف کا روادار ہے۔

❷ دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ (الفرقان:٦٣)

''اور رحمٰن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہوں تو بس سلام کہہ کر کنارہ کش رہتے ہیں۔''

ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی اہل ایمان جاہلوں کی بدتمیزی، لغویات اور بے ہودہ باتوں کا جواب دینے کے بجائے اُنہیں سلام مذکورہ کرکے ان سے دور ہوجاتے ہیں۔ موجودہ دور کے بعض منکرین حدیث نے ان آیات سے مشرکوں اور کافروں کو سلام کرنے کا جواز پیش کیا ہے۔

❸ اُنہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعے سے بھی استدلال کیا ہے کہ جب ان کے والد نے ان کو گھر سے نکال دیا تو جاتے ہوئے اُنہوں نے بھی سلام علیك کہا تھا اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی کا قرآنِ مجید میں ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سلام میں بھی ترکِ مخاطبت کا اظہار ہے جیسا کہ اوپر کی آیات میں اس بات کا ذکر ہوا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔لیکن جب اُنہیں معلوم ہوا کہ ان کی وفات کفر پر ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام نے اس سے براءت کا اظہار فرما دیا۔ (التوبہ:١١٤)

ان آیات میں مشرکوں اور کافروں کو کہاں سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ پھر قولِ لغو اور سلام دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور اہل جنت، جنت میں لغو اور گناہ کی کوئی بات نہیں سنیں

گے بلکہ اُنہیں وہاں سلام ہی سلام سننے کو ملے گا۔ (الواقعہ:۲۶ نیز سورۂ مریم:۶۲) احادیث کے انکار کے ساتھ ساتھ منکرین کی مت بھی ماری جاچکی ہے اور یہ قرآنِ مجید پر تدبر اور غوروفکر سے بھی محروم ہوچکے ہیں۔ ان منکرین کو اگر کوئی گالیوں سے نوازے اور بُرا بھلا کہے تو کیا یہ اُنہیں سلام کا تحفہ پیش کریں گے یا مرنے مارنے پر تیار ہوجائیں گے؟ اگر یہ منکرین ان آیات کے سیاق وسباق کو بھی غوروفکر سے پڑھتے تو کبھی بھی اتنی بڑی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے۔

(۹) یہی مضمون ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزخرف:۸۹)

''پس آپ ان سے منہ پھیرلیں اور کہہ دیں: اچھا بھائی سلام! اُنہیں عنقریب (خود ہی) معلوم ہوجائے گا۔''

نبی ﷺ کو کافروں سے منہ پھیرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور کافروں کو یہ دھمکی بھی دی گئی ہے کہ اُنہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا اور اصل حقیقت بھی ان پر عنقریب کھل جائے گی۔

ظاہر ہے کہ کافروں کی ریشہ دوانیوں اور اسلام سے ان کی بیزاری اور نبی کریم ﷺ سے گستاخی اور ان کی لغویات پر ان سے الگ ہونے اور سلام مفارقت کہنے کا کہا گیا ہے نہ کہ ان آیات میں انہیں سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز ملت ابراہیمی سے مراد اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرنا اور شرک سے بیزاری کا اعلان کرنا ہے نہ کہ ان مشرکوں کو سلام کا تحفہ پیش کرنا ہے۔ فافهم وتدبَّر

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اہل ایمان کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔ (الانعام:۵۴) اسی طرح جو تمہیں سلام پیش کرے تو اسے بلاتحقیق غیر مؤمن قرار نہ دیا جائے بلکہ مؤمن سمجھ کر اس کے سلام کو قبول کرلیا جائے۔ (النساء:۹۴) اور کافروں اور مشرکوں کو سلام کہنے کا قرآن مجید میں کہیں بھی حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(۱۰) جنت میں سلام کا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا نام ہی 'دارالسلام' رکھا ہے:

﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام:۱۲۷)

''ایسے لوگوں کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں سلامتی کا گھر (جنت) ہے اور ان کے نیک

اعمال کرنے کی وجہ سے وہ ان کا سرپرست ہوگا۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''اور اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔'' (یونس:۲۵)

○ جس وقت فرشتے مؤمنوں کی جان قبض کرتے ہیں اس وقت بھی وہ انہیں سلام کرتے ہیں۔ ﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (النحل:۳۲)

''وہ پرہیزگار جو پاک سیرت ہوتے ہیں، فرشتے ان کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں: ''سلام علیکم'' تم پر سلام ہو جو اچھے عمل کرتے رہے۔ اس کے صلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

⑫ جنتیوں کو جنت میں داخل کرتے وقت کہا جائے گا:

﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾ (الحجر:۴۶) ''امن وسلامتی کے ساتھ ان جنتوں میں داخل ہو جاؤ'' اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ﴾ (ق:۳۴)

''تم اس جنت میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ کا دن ہے۔''

(نیز ملاحظہ فرمائیں الواقعہ:۹۱، الفرقان:۷۵)

⑬ اور اصحابُ الاعراف بھی جنتیوں پر سلام بھیجیں گے:

﴿وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ﴾ (الاعراف:۴۶) ''اور اعراف (جنت و جہنم کی بلندیوں) پر کچھ لوگ ہوں گے یہ ہر ایک (جنتی وجہنمی) کو اس کی علامت سے پہچانیں گے اور جنت والوں کو آواز دے کر کہیں گے تم پر سلامتی ہو' یہ لوگ (اب تک) جنت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر اس کے امیدوار ہوں گے۔''

⑭ اللہ تعالیٰ بھی جنتیوں کو سلام کہے گا ﴿سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ (یس:۵۸) ''مہربان پروردگار فرمائے گا (تم پر) سلامتی ہو۔'' ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا﴾ (الاحزاب:۴۴)
''جس دن وہ (جنتی) اللہ سے ملاقات کریں گے تو ان کا استقبال لفظ 'سلام' سے ہوگا۔''

سلام کہنے کی جنت میں تین صورتیں ہوں گی: ۱) اللہ تعالیٰ انہیں سلام کہے گا۔ ۲) فرشتے انہیں سلام کہیں گے۔ ۳) جنتی ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام کہیں گے۔

⑮ ملائکہ جنتیوں پر جنت میں سلام بھیجتے رہیں گے:

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد:۲۳،۲۴) ''وہ گھر جو ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے آباؤ اجداد ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے (جنت کے) ہر دروازے سے ان کے استقبال کو آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم (دنیا میں مصائب پر) صبر کرتے رہے۔ سو یہ آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔'' (ابراہیم:۲۳، الزمر:۷۳)

⑯ جنتی آپس میں ملتے وقت سلام کہیں گے:

﴿دَعْوٰهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوٰهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ (یونس:۱۰) ''جنت میں صالحین کی پکار یہ ہوگی، اے اللہ تو پاک ہے'' اور ان کی آپس میں (ملاقات کے وقت) دعا ہوگی ''تم پر سلامتی ہو'' اور ان کا خاتمہ کلام یہ ہوگا کہ سب طرح کی تعریفیں اس اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔''

ان وضاحتوں سے ثابت ہوگیا کہ 'سلام' کا اسلام میں کیا مقام ہے اور قرآن مجید میں سلام کی اہمیت پر کس قدر وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے اور بالخصوص جنت میں سلام کے متعلق جو وضاحتیں گزری ہیں، اس سے سلام کی اہمیت کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے۔ نیز سلام کے بعد مصافحہ کرنا سونے پر سہاگہ کا مصداق ہے اور اس سے دوسرے مصافحہ کرنے والوں کے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو پورے اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین!